مولانا الطاف حسین حالی ـــــ(1837ء-1914ء)

شاعر کا تعارف: مولانا الطاف حسین حالی اردو ادب کی ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ان کا شمار جدید اردو شاعری کے بانیوں میں کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ تنقید نگاری کے میدان میں بھی ان کو اولیت حاصل ہے۔بطور نثر نگار بھی ان کی اہمیت مسلمہ ہے۔حالی سر سید احمد خاں کی اصلاحی تحریک کے اہم رکن تھے۔انہوں نے صدیوں سے گل و بلبل کے افسانے اور لب و رخسار کے قصے سنانے والی اردو شاعری کا انداز بدلنے کی کامیاب کوشش کی۔حالی بیک وقت غزل اور نظم کے اہم شاعر ہیں۔ابتدا میں انہوں نے روایتی انداز کی غزلیں کہیں لیکن بہت جلد انہیں احساس ہو گیا کہ شاعری جیسے موثر فن سے قوم کی اصلاح کا کام لینا چاہیے۔لاہور میں قیام کے دوران میں محمد حسین آزاد سے مل کر انہوں نے جدید موضوعاتی نظموں کے مشاعروں کی طرح ڈالی۔یہ جدید اردو شاعری کا آغاز تھا۔مشہور مسدس مدوجزر اسلام کو بطور شاعر مولانا الطاف حسین حالی کا سب سے بڑا کارنامہ کہا جاتا ہے۔اس مسدس کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور کافی عرصے تک ہندوستان میں قرآن مجید کے بعد دوسری سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب کا درجہ حاصل رہا۔برصغیر کے مسلمانوں کی ذہنی بیداری میں کلام حالی بالخصوص "مدوجزر اسلام" کا کردار نا قابل فراموش ہے۔حالی کے کلام کی نمایاں خصوصیات سادگی، بے تکلفی، درد اور تاثیر ہیں۔وہ شعر کے مضمون کو اسلوب بیان پر ترجیح دیتے ہیں۔ان کی نظمیں مقصدی اور اصلاحی شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔

4۔مولانا الطاف حسین حالی۔۔۔اسلامی مساوات

مرکزی خیال

کسی قوم پر جب زوال آتا ہے تو سب سے پہلے اس کے امرا کی عادات بگڑتی ہیں۔دولت مند لوگ خود غرض ہو جاتے ہیں۔ان میں جذبہ ایثار باقی نہیں رہتا۔وہ غریبوں کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں اور خود کو برتر سمجھتے ہیں۔وہ یہ حقیقت فراموش کر دیتے ہیں کہ ایمان مخلوق خدا کی خدمت کا نام ہے۔

بند1: . کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہیں مسخ ان میں پہلے تو نگر
کمال ان میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر
نہ عقل اُن کی ہادی، نہ دین اُن کا رہبر
نہ دُنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ میں دوزخ نہ جنت کی پروا

مشکل الفاظ کے معانی : ○**دفتر اُلٹنا**: برباد ہونا ○**مسخ** : بگڑا ہوا ○**تو نگر** :مال دار ○**جوہر** : خوبی

○ ہادی: ہدایت دینے والا ○ رہبر: راہ دکھانے والا ○ عقبیٰ: اگلا جہان' آخرت

نثر: کوئی قوم جب برباد ہونے لگتی ہے تو سب سے پہلے مال دار طبقہ بگڑتا ہے۔ ان لوگوں میں کوئی خوبی باقی نہیں رہتی۔ وہ دین اور عقل سے رہنمائی حاصل نہیں کرتے۔ انہیں دنیا میں عزت اور ذلت کی پروا ہوتی ہے نہ آخرت میں دوزخ اور جنت کی کوئی فکر رہتی ہے۔

تشریح: ''اسلامی مساوات'' مولانا الطاف حسین حالی کی شہرہ آفاق مسدس ''مدو جزر اسلام'' سے اقتباس ہے۔ مدّ و جزر اسلام میں حالی نے مسلمانوں کے عروج وزوال کی کہانی بیان کی ہے۔ انہوں نے ترقی اور تنزل کی وجوہات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ نظم کے شامل نصاب حصے میں حالی مسلمانوں کے زوال کے اسباب بیان کر رہے ہیں۔ پہلے بند میں وہ کہتے ہیں کہ کوئی قوم جب تباہی اور بربادی کی طرف سفر شروع کرتی ہے تو سب سے پہلے اس کا مال دار طبقہ ذہنی اور اخلاقی پستی کا شکار ہوتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دولت مندوں کو فکر معاش نہیں ہوتی۔ ان کے پاس وسائل اور وقت کی فراوانی ہوتی ہے اس لیے وہ برائی کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ غریب کو اپنی دال روٹی کی جدوجہد ہی چین نہیں لینے دیتی۔ اس کی محرومیاں اسے کئی برائیوں سے بچا لیتی ہیں۔ حالی کہتے ہیں کہ اہل ثروت میں جب بگاڑ پیدا ہونے لگتا ہے تو پھر ان میں کوئی کمال اور کوئی خوبی باقی نہیں رہتی۔ وہ علم و ہنر کی دنیا سے بالکل لاتعلق ہو جاتے ہیں اور نفس پروری میں کھو جاتے ہیں۔ وہ اپنے رنگین مشاغل میں وقت گزارتے ہیں۔ وہ دین کے احکامات کو فراموش کر دیتے ہیں اور اپنی عقل کو استعمال کرنا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دین اور عقل انسانی، دونوں ہی برائی سے روکتے ہیں اسی لیے بگڑا ہوا مال دار طبقہ ان دونوں سے رہنمائی لینا پسند نہیں کرتا۔ ان لوگوں کو اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ غیر مناسب حرکتوں سے معاشرے میں ان کی بدنامی ہوگی۔ خاندان کی عزت خاک میں مل جائے گی۔ دنیا کی پروا نہ کرنے والا یہ طبقہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے فکر آخرت سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ بالکل پروا نہیں کرتے کہ ان کے بُرے اعمال آخرت میں انہیں جہنم کا ایندھن بنا سکتے ہیں۔ بگڑے رئیسوں کا یہ طبقہ بس اپنی مستی میں مست رہتا ہے۔ اسے اپنی بداعمالیوں کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کا رویہ اس شعر کی عملی تصویر ہے۔

ے عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

بند 2: نہ مظلوم کی آہ وزاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گزرنا
تعیش میں جینا' نمائش پہ مرنا

سدا خوابِ غفلت میں بے ہوش رہنا
دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **مفلوک:** مفلس، غریب ○ **ہوا و ہوس:** لالچ اور طمع ○ **تعیش:** عیش و عشرت ○ **دم نزع:** جان کنی کا لمحہ

نثر: یہ لوگ مظلوم کی فریاد سے ڈرتے ہیں نہ غریبوں کے حال پر رحم کرتے ہیں۔ دنیا کے لالچ میں یہ ہر حد سے گزر جاتے ہیں۔ عیاشی میں زندگی گزارتے ہیں اور نمود و نمائش پر جان دیتے ہیں۔ یہ جان کنی کے لمحے تک خواب غفلت میں بے ہوش رہتے ہیں اور خود فراموشی کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں۔

تشریح: مولانا الطاف حسین حالی کسی بھی معاشرے کی بربادی کا آغاز اس کے صاحب ثروت طبقہ کی عادات و اطوار کے بگڑنے کو قرار دیتے ہیں۔ دوسرے بند میں انہوں نے بگڑے ہوئے رئیسوں کی چند مزید خصوصیات بیان کی ہیں۔ سلیم الفطرت انسان کسی پر ظلم نہیں کرتا لیکن یہ لوگ غریبوں اور مجبوروں کی حق تلفی کو اپنا معمول بنا لیتے ہیں۔ کمزور پر ظلم کرتے ہوئے انہیں روز جزا یاد نہیں رہتا۔ کہتے ہیں کہ مظلوم کی فریاد عرش تک پہنچتی ہے۔ ان ظالموں کو اس فریاد کی رسائی اور تاثیر سے بھی خوف نہیں آتا۔ غریبوں کی حالت زار دیکھ کر ان کے دلوں میں رحم اور ہمدردی کے جذبات پیدا نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ غریبوں کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ غریب ان کی رعایا اور خدمت گار ہیں۔ انہیں سر جھکا کر زندگی گزارنی چاہیے۔ زر اور زمین کی ہوس ان مالداروں کو چین نہیں لینے دیتی۔ یہ جتنا روپیہ جمع کرتے ہیں لالچ میں اسی قدر اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک کوٹھی کے بعد دوسری کوٹھی ایک گاڑی کے بعد دوسری گاڑی اور ایک مل کے بعد دوسری مل کی خواہش انہیں بے قرار رکھتی ہے اور لالچ اور طمع کے مارے ہوئے یہ لوگ مال و دولت کی خاطر ہر حد سے گزر جاتے ہیں۔ ان کی ساری زندگی عیاشی میں گزرتی ہے۔ یہ عمر بھر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نظر انداز کرتے رہتے ہیں۔ یہ اپنی دولت کی نمائش کے بے حد شوقین ہوتے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ دولت کی نمائش پر جان دیتے ہیں۔ ان کو بڑھاپے میں بھی اپنی اصلاح کرنے کا خیال نہیں آتا اور یہ آخری لمحے تک غفلت کی زندگی گزارتے ہیں۔ موت آنے تک یہ لوگ غفلت کی نیند سوئے رہتے ہیں۔

بند 3:

پریشاں اگر قحط سے اک جہاں ہے
تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہے
اگر باغِ اُمت میں فصلِ خزاں ہے
تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلفشاں ہے
بنی نوعِ انساں کا حق اُن پہ کیا ہے
وہ اک نوع، نوعِ بشر سے جدا ہے

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **فصل خزاں:** خزاں کا موسم ○ **گلفشاں:** پھول بکھیرنے والا ○ **نوع بشر:** بشری قسم مراد ہے عالم انسانیت

نثر: دنیا قحط سے پریشان ہے مگر یہ بے فکر ہیں کیوں کہ گھر میں اناج موجود ہے۔ امت کے باغ میں خزاں ہے مگر یہ خوش ہیں کہ ان کے چمن میں پھول بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ بنی نوع آدم کا ان پر کوئی حق نہیں کیوں کہ یہ عام انسانوں سے بالکل الگ مخلوق ہیں۔

تشریح: تیسرے بند میں حالی نے مالدار طبقے کی بہت بڑی برائی کی نشاندہی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ زوال آمادہ قوم کے بگڑے ہوئے رئیس اجتماعی سوچ سے بالکل عاری ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے ہم وطنوں کے حالات سے کوئی دلچسپی ہوتی ہے نہ دنیا کے مسائل اور مشکلات سے کوئی واسطہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ انتہائی خودغرض ہوتے ہیں۔ اپنی ذات سے آگے سوچنے کی ان میں صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ ہمسایہ بھوک سے دم توڑ جائے تو انہیں پروا نہیں۔ یہ مزے سے دعوت اڑاتے رہیں گے۔ اپنے قہقہوں کے شور میں انہیں مجبور اور مفلس انسانوں کی سسکیاں سنائی نہیں دیتیں۔ حالی کہتے ہیں کہ قحط کے باعث ایک دنیا پریشان ہو تو ان لوگوں کو کوئی پروا نہیں ہوتی۔ لوگ اناج کے لیے ترس رہے ہوتے ہیں لیکن یہ امرا یہ سوچ کر مطمئن ہوتے ہیں کہ گھر میں اناج موجود ہے اس لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ لاکھوں لوگ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں مگر انہیں فکر نہیں۔ ان کا طرز عمل انسانیت کے رتبے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ رویہ غیر انسانی ہے۔ ان لوگوں کو امت کے زوال پر کوئی پریشانی نہیں۔ یہ اسے اپنا مسئلہ سمجھتے ہی نہیں۔ باغ امت اجڑ رہا ہے لیکن یہ خوش ہیں کہ ان کے گلشن میں تو بہار ہے اور پھول بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کے خیال میں بنی نوع آدم کا ان پر کوئی حق نہیں۔ دنیا بھوکوں مرتی ہے تو مرے ان کا پیٹ بھرنا چاہیے۔ اس رویے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آدمی نہیں بلکہ کوئی الگ مخلوق ہیں۔ بند کے آخری شعر میں حالی نے امرا کے طرز عمل پر بھرپور چوٹ کی ہے' جو شخص اپنے جیسے انسانوں کا درد محسوس نہیں کر سکتا۔ جس کی سوچ اپنی ذات سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جاتی ہے' جو کسی کی بھوک دیکھ کر دل میں کوئی کسک محسوس نہیں کرتا' جسے کسی کی تشنگی بے قرار نہیں کرتی' اسے انسان کہلانے کا کوئی حق نہیں۔ وہ جانداروں کی کسی اور ہی نوع سے تعلق رکھتا ہے۔

بند4:

کہاں بندگان ذلیل اور کہاں وہ
بسر کرتے ہیں بے غم قوت و ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ
مکاں رکھتے ہیں رشک خلد جناں وہ
نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہیں رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

مشکل الفاظ کے معانی : ○ بندگانِ ذلیل: حقیر لوگ ○ **قوت وناں:** خوراک اور روٹی ○ **سمور:** برفانی جانوروں کی کھال کا لباس ○ **کتاں:** باریک ریشمی کپڑا ○ **خلد جناں:** ہمیشہ رہنے والی بہشت'

نثر: امرا معاشرے کے نچلے طبقے کے لوگوں سے کوئی تعلق واسطہ نہیں رکھتے۔ انہیں فکر معاش نہیں۔ وہ قیمتی ترین لباس پہنتے ہیں اور اعلیٰ ترین مکانات میں رہتے ہیں۔ وہ ایک قدم بھی پیدل نہیں چلتے اور عیش وعشرت کے بغیر ان کا ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا۔

تشریح: زوال پذیر اقوام کے امرا کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ خود کو معاشرے کا برتر طبقہ اور اعلیٰ ترین مخلوق سمجھتے ہیں اور ان کا طرزِ زندگی اپنے ہی معاشرے کے غربت زدہ لوگوں سے بالکل الگ تھلگ ہوتا ہے۔ ان امرا اور عوام الناس کی بول چال' اٹھنے بیٹھنے' کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے جسے امیر لوگ شعوری کوششوں کے ساتھ نہ صرف برقرار رکھتے ہیں بالکل اس میں اضافہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس فرق کو وہ اپنی امتیازی شان سمجھتے ہیں۔ حالی نے بند کے پہلے مصرع میں امرا کی اس ذہنی کیفیت کو بھرپور طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ کہتے ہیں:

"کہاں بندگانِ ذلیل اور کہاں وہ"

اگلے مصرعوں میں وہ امرا کی نمائش زدہ زندگی کی چند تصویریں دکھاتے ہیں۔ غربت وافلاس کے مارے ہوئے لاکھوں' کروڑوں لوگوں کے درمیان زندگی گزارنے والے یہ بے شعور امرا اپنے ہم وطنوں کی محرومیوں کا مداوا کرنے کے بجائے اپنی دولت کو جھوٹی شان وشوکت کے اظہار کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یہ لوگ قیمتی سے قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ انہیں روپیہ کمانے' اپنے اور اہلِ خانہ کے لیے خوراک کا بندوبست کرنے کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ ان کی رہائش گاہیں زمین پر جنت کا نمونہ ہوتی ہیں۔ چند قدم کا سفر طے کرنا ہو تو بھی یہ لوگ پیدل نہیں چلتے بلکہ لمبی گاڑی میں بیٹھ کر ہی نکلتے ہیں۔ ان کی زندگی کا کوئی لمحہ عیش وعشرت کے بغیر نہیں گزرتا۔ یہ بھوک اور بیماری سے بلکتے لوگوں کی آہ وبکا کو نظر انداز کرتے ہوئے نغمہ وساز سے دل بہلاتے ہیں۔ حالی نے مغرور' خود غرض اور بد دماغ امرا کے رویوں اور طرزِ زندگی کا بالکل درست نقشہ کھینچا ہے۔ آج ہم اپنے گرد وپیش کا جائزہ لیں تو ہمیں اپنے معاشرے میں کئی ایسے اہلِ ثروت ملیں گے جن کی زندگی حالی کے اس بند کی عملی تصویر ہوگی۔

بند 5:

کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُن کی
گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں اُن کی
نفاست بھری ہے طبیعت میں اُن کی
نزاکت' سو داخل ہے عادت میں اُن کی
دواؤں میں مُشک اُن کی اٹھتا ہے ڈھیروں
وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **کمربستہ:** کمر باندھے ہوئے، تیار۔

نثر: لوگ ان امرا کی خدمت کے لیے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ ان کا وقت گل ولالہ کی صحبت میں کٹتا ہے۔ نفاست اور نزاکت ان کی طبیعت کا حصہ ہے۔ ان کی دواؤں میں مشک کے ڈھیر استعمال ہوتے ہیں اور یہ اپنے لباس پر سیروں عطر ملتے ہیں۔

تشریح: امرا کی تن آسانی، سستی، کاہلی اور تکلف آمیز زندگی کے متعلق مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے مولانا حالی کہتے ہیں کہ یہ لوگ کوئی کام اپنے ہاتھ سے نہیں کرتے بلکہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی ملازمین اور خدام سے کرواتے ہیں۔ ملازمین ان کی خدمت کے لیے ہر دم مستعد رہتے ہیں اور ایک آواز پر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں۔ بگڑے ہوئے رئیس خوشبوؤں سے رچے ماحول میں زندگی گزارتے ہیں اور زندگی کے اصل رخ' اس کی تلخیوں اور آزمائشوں سے ناآشنا رہتے ہیں۔ یہ طرز زندگی ان امرا کی شخصیات میں مردانہ کے بجائے نسوانی خصوصیات پیدا کر دیتا ہے۔ ان لوگوں کی طبیعت میں نزاکت اور نفاست پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ موسم کی شدت' بھوک' پیاس' شور اور کسی قسم کی ناگوار بات اور ناپسندیدہ ماحول کو برداشت کرنے یا اس سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت کھو دیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ''رنگ محل'' میں تو زندگی گزار سکتے ہیں لیکن اگر انھیں ایک عام آدمی کی طرح مزدوری کرنا پڑ جائے یا اپنے ہاتھ سے کمانے کی نوبت آ جائے تو یہ ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ ان کی یہی نفاست اور نزاکت ان کی قوم کے زوال کا سبب بنتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان سادہ زندگی گزارتے رہے' تلوار کے دھنی اور میدان کے شہسوار رہے اور اپنی دلیرانہ اور جنگجویانہ فطرت کی حفاظت کرتے رہے اس وقت تک انھیں پوری دنیا پر حکمرانی کا شرف حاصل رہا۔ لیکن جب مسلم امرا شعر و نغمہ کی رنگینیوں میں کھو گئے' غلاموں سے خدمت کروانے اور کنیزوں کا رقص دیکھنے کے عادی ہو گئے تو پھر انھیں دنیا بھر میں رسوا ہونا پڑا۔ حالی نے یہ حقیقت بہت موثر لہجے میں بیان کی ہے۔ وہ امرا کے چونچلوں پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی دواؤں کی تیاری میں مشک جیسی قیمتی خوشبو کے کئی ڈھیر استعمال ہو جاتے ہیں یعنی یہ انتہائی قیمتی ادویات استعمال کرتے ہیں اور اپنے لباس پر عطر کی مناسب مقدار کے بجائے سیروں عطر مل لیتے ہیں۔ گویا ان امرا کی ہر حرکت اسراف کا نمونہ ہے۔

بند 6:

یہ ہو سکتے ہیں اُن کے ہم جنس کیونکر
نہیں چین جن کو زمانے سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر الٹی تو تقدیر کھوٹی

نثر: یہ امرا اُن لوگوں کے ہم جنس کیسے ہو سکتے ہیں جنھیں دنیا میں ایک پل بھی سکون نصیب نہیں۔ جن کے پاس سواری کو گھوڑا ہے نہ خدمت کے لیے نوکر ہے۔ رہنے کے لیے گھر ہے نہ سونے کے لیے بستر ہے۔ کپڑے اور روٹی سے محروم ان غریبوں کی ہر تدبیر الٹی ہو جاتی ہے۔ اصل میں ان کی قسمت ہی خراب ہے۔

تشریح: چھٹے بند میں مولانا حالی نے ''کہاں بندگان ذلیل اور کہاں وہ'' کے مضمون کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پہلے پانچ بند یہ واضح کر چکے ہیں کہ زوال پذیر اقوام کے دولت مند لوگوں کا طرز زندگی کیسا ہوتا ہے۔ وہ کس طرح اپنی دولت کی نمائش کرتے ہیں اور زندگی کے ہر مرحلے پر اپنی جھوٹی شان و شوکت کا کیسے مظاہرہ کرتے پھرتے ہیں۔ چھٹے بند میں حالی کہتے ہیں کہ یہ امرا معاشرے کے پسے ہوئے طبقے کے ہم جنس کیونکر ہو سکتے ہیں۔ چند قدم پیدل نہ چلنے والا امیر اس غریب کا ہم جنس کیسے ہو سکتا ہے جو عمر بھر اپنے قدموں ہی کو اپنی سواری سمجھتا ہے۔ جس کے ماحول میں سواری رکھنے کا کوئی تصور ہی نہیں۔ نوکروں سے خدمت کرانے والے کسی اور نوع سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنے سب کام کرنے والوں کی جنس کوئی اور ہے۔ کہنے کو تو سب آدم کی اولاد ہیں لیکن زمینی حقائق کچھ اور ہی بتاتے ہیں۔ ایک ارب پتی شخص اور ایک بے گھر آدمی میں کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ایک طرف وہ طبقہ ہے جس کے پالتو کتے بھی دودھ ڈبل روٹی کھاتے ہیں تو دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو نان جویں کے لیے ترستے ہیں۔ ایک طبقے کی تقاریب میں سیکڑوں افراد کا کھانا ضائع کر دیا جاتا ہے تو دوسری طرف ہزاروں لاکھوں لوگ بھوک کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ ایک طرف سمور و کتاں پہننے والے ہیں تو دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنھیں تن ڈھانپنے کی فکر ستاتی رہتی ہے۔ مل مالک مزدور کا ہم جنس کیونکر ہو سکتا ہے۔ جاگیردار اور مزارعہ میں کیا رشتہ ہو سکتا ہے۔ حالی کہتے ہیں کہ افلاس زدہ طبقے کی سب تدبیریں اور اپنی حالت بدلنے کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں کیوں کہ غریبوں کی قسمت ہی خراب ہوتی ہے۔ حالی نے پُر تاثیر لہجے میں طبقاتی معاشرے پر چوٹ کی ہے۔ امیر اور غریب میں فرق واضح کیا ہے۔

بند 7:

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا
خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **کتاب ہدیٰ:** ہدایت دینے والی کتاب ○ **کنبہ:** خاندان ○ **خالق دوسرا:** دونوں جہانوں کا پیدا کرنے والا ○ **ولا:** محبت' دوستی ○ **خلائق:** مخلوق۔

نثر: کتاب ہدایت کا پہلا سبق یہ تھا کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ خدا کا دوست وہی ہے جو مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ ایمان اور عبادت یہی ہے کہ انسان انسان کے کام آئے۔

تشریح: مسدس ''مد وجزر اسلام'' کے اس مشہور بند میں مولانا حالی نے اسلام کے انسان دوستی کے حیات بخش پیغام کو بہت سادہ الفاظ میں نظم کیا ہے۔ حالی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کا پہلا سبق یہی ہے کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ ہر تخلیق کا اپنے خالق سے ایک تعلق ہوتا ہے۔ تخلیق سے محبت دراصل خالق سے محبت ہے۔ خالق کائنات کی دوستی کا شرف اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو مخلوق سے اُلفت کا رشتہ استوار کرے۔ تمام الہامی کتابوں نے انسان سے محبت کا درس دیا۔ تمام انبیائے کرام نے انسانیت کی خدمت کو بڑی نیکی قرار دیا۔ انسان کے دکھ درد دور کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ دین اور ایمان کا مقصد بھی انسانوں کے دلوں میں دوسرے انسانوں کی محبت والفت پیدا کرنا ہی ہے۔ اگر کوئی مالدار اپنی دولت کو بنی نوع آدم کی بھلائی پر خرچ کرنے کے بجائے خزانے کا سانپ بن کر اس کی حفاظت کرتا رہے تو وہ اچھا انسان ہے نہ اچھا مسلمان ہے۔ حدیث مبارک ہے کہ ''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ کے نزدیک وہی لوگ زیادہ محبوب ہیں جو اس کے کنبے سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں مال و دولت عزت و شرف کا معیار نہیں بلکہ اس کے دربار میں معزز وہی ہے جو اس کی مخلوق کا خادم ہے۔ علامہ اقبال کا خوبصورت شعر ہے

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے ؎
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

مشقی سوالات

1: جب کسی قوم کا بیڑہ تباہی کے قریب ہوتا ہے تو سب سے پہلے قوم کے کن افراد میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے؟

جواب: جب کسی قوم کا بیڑہ تباہی کے قریب ہوتا ہے تو سب سے پہلے قوم کے امرا کی عادات بگڑتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے انجام و عاقبت سے بے پروا ہو جاتے ہیں۔

2: سوال نمبر 1 کے حوالے سے بتائیے کہ قوم کے امیروں میں کون کون سے بگاڑ پیدا ہوتے ہیں؟

جواب: زوال پذیر قوم کے امرا دین کی تعلیمات بھلا دیتے ہیں۔ وہ دنیا میں ذلت اور آخرت میں دوزخ سے نہیں ڈرتے۔ مظلوموں اور غریبوں پر رحم نہیں کرتے۔ حرص و ہوس' عیاشی اور غفلت میں زندگی گزارتے ہیں۔ اپنے ہم وطنوں اور ہم مذہب افراد کی بد حالی انہیں پریشان نہیں کرتی۔ وہ خود کو عوام اور غربا سے برتر سمجھتے ہیں۔ سُست' کاہل اور عیش پرست ہو جاتے ہیں۔ نمود و نمائش سے بھرپور طرز زندگی اختیار کرتے ہیں۔ فضول خرچی کے عادی ہو جاتے ہیں۔

3: ''اسلامی مساوات'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے:

جواب: جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو سب سے پہلے خوش حال لوگ بگڑتے ہیں۔ ان میں کوئی وصف یا خوبی